تغیر پذیر حالات کے تناظر میں خطباء کرام کے لیے
علمی تحقیقی مواد پر مشتمل رہنما خطوط جاری کرنے والا

## قندیل بصیرت، برہان صداقت

ہفت روزہ

# پیغامِ سنت

24-03-20203

+91 8686649169



Tahaffuzeshareeat









# نمازِ تراویح؛
# دلائل کی روشنی میں

# درس قرآن

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا .(الفرقان، 25: 63)

ترجمہ: ’’اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لئے سجدہ ریزی اور قیام (نیاز) میں راتیں بسر کرتے ہیں۔‘‘

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا .(السجدۃ، 32: 16)

ترجمہ: ’’ان کے پہلو اُن کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید (کی مِلی جُلی کیفیت) سے پکارتے ہیں۔‘‘

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا .(الإنسان، 76: 25، 26)

ترجمہ: ’’اور صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں۔ اور رات کی کچھ گھڑیاں اس کے حضور سجدہ ریزی کیا کریں اور رات کے (بقیہ) طویل حصہ میں اس کی تسبیح کیا کریں۔‘‘

# درس حدیث

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ الله صلى الله عليه وآله وسلم صَلَّى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وآله وسلم، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ، وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: ’’حضرت عُروہ بن زُبیر نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلی رات نماز پڑھی تو لوگ اور زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات بھی لوگ اکٹھے ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: جو تم نے کیا میں نے دیکھا لیکن مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف یہ خوف مانع تھا کہ کہیں تم پر یہ نمازِ تراویح فرض نہ ہو جائے۔ یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔‘‘

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ الله صلى الله عليه وآله وسلم خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ، فَصَلَّى فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وآله وسلم فَصَلَّى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ،

فَلَمَّا كَانَتْ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلَكِنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِکَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ)

ترجمہ: ’’حضرت عروہ سے روایت ہے کہ اُنہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات کے وقت باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور کتنے ہی لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کے وقت لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو دوسرے روز اور زیادہ لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے چرچا کیا۔ پس مسجد میں حاضرین کی تعداد تیسری رات میں اور بڑھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو نمازی مسجد میں سما نہیں رہے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ جب نمازِ فجر پڑھ چکے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر شہادتِ توحید و رسالت کے بعد فرمایا: اما بعد! تمہاری موجودگی مجھ سے پوشیدہ نہیں تھی لیکن میں تم پر نمازِ تراویح فرض ہو جانے اور تمہارے اس سے عاجز آجانے سے ڈرا۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا۔‘‘

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّوْنَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا هَؤُلَاءِ؟ فَقِيْلَ: هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي وَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم: أَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا

صَنَعُوْا. (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ خَزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حجرہ مبارکہ سے) باہر تشریف لائے تو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ) رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا۔“

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضى الله عنه فِي رَمَضَانَ، بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْفِرْيَابِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ. وَقَالَ الْفِرْيَابِيُّ: رِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ، وَقَالَ ابْنُ قُدَامَةَ فِي الْمُغْنِي: وَهَذَا كَالإِجْمَاعِ)

ترجمہ: ”حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔“

# مضمون

ماہ رمضان کی مخصوص عبادتوں میں روزہ کے بعد جس عبادت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ نمازِ تراویح ہے۔علماء امت کے نزدیک تراویح، اس نماز کو کہتے ہیں جو اہتمام جماعت کے ساتھ رمضان کی تمام راتوں میں عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔(فتح الباری: ج ۴،ص: ۱۷۸)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ ماہ رمضان میں مشروعیتِ تراویح کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "رمضان میں افعال بر اور تقوی کو باہم اس طرح گوندھ دیا گیا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔ چناں چہ ہلال رمضان نظر آتے ہی اول شب ہی سے اس ماہ کا افتتاح ان دو چیزوں سے کیا گیا جو اعمال بر کی جان ہیں یعنی تلاوت قرآن اور نماز تراویح۔ یہی دو چیزیں ہیں جن سے انسانی نفس کو قرب خداوندی اور لذت وصال کی دولت میسر آتی ہے، نماز تراویح سے تو انتہائی قرب ہوتا ہے؛ کیوں کہ بہ نص قرآن اور بہ تصریح حدیث، سجدہ ہی کمال قرب کا درجہ ہے جو افعال صلوۃ کا اصلی مقصود ہے؛ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: "سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ"، اسی طرح ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "بے شک بندہ اپنے رب سے قریب تر اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ سجدے میں ہو" اور یہاں قرب بہ معنی اتصال ہی نہیں؛ بل کہ بہ معنی الصاق بھی ہے؛ کیوں کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تصریح ہے کہ بہ حالت سجدہ انسان کا سر اللہ کے قدموں پر گرتا ہے۔پس اقربیت یعنی کمال قرب و بقا تو نماز سے ملا اور پھر اس کمال قرب کی بھی تکمیل اور باثمرہ ہو جانا روزانہ کے چالیس سجدوں سے

ہو جائے گا؛ کیوں کہ بیس رکعت میں چالیس سجدے ہوتے ہیں اور چالیس کے عدد کو تکمیل شیٔ میں خاص دخل ہے۔ پھر اس کمال قرب کو بے ثمر نہیں چھوڑ دیا گیا، بل کہ اس کے ساتھ کمال وصال کی سبیل، تلاوت قرآن سے کی گئی، کیوں کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کو اللہ کے باطن کی چیز فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے: قرآن سے برکت حاصل کرو، کیوں کہ وہ اللہ کا کلام ہے جو اس کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ قرآن اللہ کے اندر سے نکلی ہوئی چیز ہے جو تلاوت کے ذریعے ہمارے اندر پہنچ جاتی ہے یعنی اس کے باطن سے چلتی ہے اور ہمارے باطن میں پہنچ جاتی ہے، جس سے اللہ اور اس کے بندے کے درمیان باطنی ربط پیدا ہوتا ہے۔ (ملخص از خطبات حکیم الاسلام)

## مشروعیتِ تراویح:

نماز تراویح ایک ایسی عبادت ہے جو صرف ماہ رمضان المبارک ہی میں ادا کی جاتی ہے اور یہ زمانۂ رسالت سے آج تک مسلمانوں میں متواتر چلی آرہی ہے۔ نماز تراویح کی ترغیب خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے اس کے قیام یعنی تراویح کی نماز کو سنت قرار دیا ہے، پس جو شخص رمضان کے روزے اور اس کی نماز ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ (ابن خزیمہ) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (مسلم) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث مبارک میں قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے نیز دیگر شارحین حدیث نے بھی اس کا

مصداق تراویح ہی کو قرار دیا ہے۔ صحیحین کی بعض روایات کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پڑھی؛ لیکن مصلحتاً جماعت کے ساتھ پورا مہینہ نہیں پڑھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے وقت مسجد تشریف لائے اور نماز ادا کی،لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کردی۔صبح لوگوں نے رات کی نماز کا آپس میں تذکرہ کیا، چنانچہ پہلی مرتبہ سے زیادہ (اگلی رات میں) لوگ جمع ہوگئے،دوسری رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی پھر لوگوں نے صبح اس واقعہ کا دیگر لوگوں سے ذکر کیا تو تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے،(مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے) جب صبح کی نماز ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے،کلمہ پڑھا اور اس کے بعد فرمایا: گذشتہ رات تمہارا حال مجھ پر مخفی نہیں تھا؛ لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض کردی جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہوجاؤ۔(مسلم)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تراویح باجماعت پسند تھی؛ مگر اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے فرض ہی قرار نہ دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلسل کے ساتھ مسجد میں باجماعت یہ نماز ادا نہیں فرمائی۔پھر اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں الگ الگ بغیر جماعت کے نماز تراویح کا سلسلہ رہا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک روز مسلمانوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں مسجد میں نماز تراویح باجماعت کے لئے جمع فرمایا، پس اس روز سے رمضان کے پورے ماہ میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کا رواج ہوگیا۔

## نمازِ تراویح خلفاء راشدین کے زمانے میں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں کتنی تراویح پڑھی جاتی تھیں، احادیث صحیحہ میں صحابہؓ کرام کا کوئی واضح عمل مذکور نہیں ہے۔ گویا اس دور کا معمول حسب سابق رہا اور لوگ اپنے طور پر نماز تراویح پڑھتے رہے، غرضے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے عہدِ خلافت (یعنی دو رمضان) میں نماز تراویح باقاعدہ جماعت کے ساتھ ایک مرتبہ بھی ادا نہیں ہوئی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے جب اپنے عہد خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تنہا تنہا تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر فاروق نے سب صحابہ کو حضرت ابی بن کعب کی امامت میں جمع کیا، اور عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے باجماعت ۲۰ رکعت نماز تراویح میں قرآن کریم مکمل کرنے کا باضابطہ سلسلہ شروع کیا۔

حضرت عبدالرحمن قاری فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کے ہمراہ رمضان میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروپوں میں علیحدہ علیحدہ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں، کوئی اکیلا پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی شریک ہیں، اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ واللہ! میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کر دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور سب کو حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم دوسری رات نکلے اور دیکھا کہ سب لوگ ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ یہ بڑا اچھا طریقہ ہے اور مزید فرمایا کہ ابھی تم رات کے جس آخری حصہ (تہجد) میں سو جاتے ہو، وہ اس (تراویح) سے بھی بہتر ہے جس کو تم نماز میں کھڑے ہو کر گزارتے ہو۔ (مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی قیام رمضان)

حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابۂ کرام) حضرت عمر فاروق کے دورِ خلافت میں ۲۳ رکعت (۲۰ تراویح اور ۳ وتر) ادا فرماتے تھے۔ (موطا امام مالک، باب ما جاء فی قیام رمضان، ص ۹۸)

علامہ بیہقی نے کتاب المعرفہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے دورِ حکومت میں ہم ۲۰ رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ امام زیلعی نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۴)

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے انہیں حکم دیا کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھائیں؛ چنانچہ فرمایا کہ لوگ سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور قراءت اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ اگر آپ رات کو انہیں (نماز میں) قرآن سنائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ پس حضرت ابی بن کعب نے انہیں ۲۰ رکعتیں پڑھائیں۔ (مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری علی المطالب العالیہ ج ۲ ص ۴۲۴)

موطا امام مالک میں یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید کی روایت ہے کہ عہدِ فاروقی میں بیس رکعت تراویح تھیں۔ (فتح الباری لابن حجر ج ۴ ص ۳۲۱، نیل الاوطار للشوکانی ج ۲ ص ۵۱۴)

حضرت یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ (مصنف بن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۱، باب القنوت والوتر)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے دور میں تین

رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھیں۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۰۱، حدیث نمبر ۷۷۶۳)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے زمانے میں ہم ۲۰ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے، اور قاری صاحب سوسو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان غنی کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

حضرت ابوالحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حضرت ابو عبد الرحمن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے اور حضرت علی خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

## تراویح مکمل ماہ با جماعت سنت ہے:

مروجہ شبینوں اور چند یوم میں تکمیل قرآن کے رجحان کی بناء پر عوام کی بڑی تعداد اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ سنتِ تراویح صرف ایک قرآن مجید کا ختم کرنا ہے، خواہ وہ ایک قرآن ایک دن میں مکمل ہو یا تین دن میں؛ جب کہ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق تراویح کی نماز پورے ماہ پابندی سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

مکمل قرآن تر واتح میں سننا الگ سنت ہے، اور پورا ماہ پابندی سے تراویح پڑھنا الگ سنت۔ ہاں جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ درپیش ہو یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو ان کے لئے مناسب ہے کہ اوّل قرآن شریف چند روز میں سن لیں تا کہ قرآن شریف کی سماعت سے محرومی نہ رہے

پھر جہاں وقت ملا اور موقعہ ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں مکمل ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔

## تراویح وتہجد دو مستقل نمازیں ہیں:

نماز تہجد سال بھر پڑھی جانیوالی مستقل نماز ہے، احادیث میں اس کے بہت سارے فضائل وارد ہوئے ہیں، اور نماز تراویح بھی مستقل نماز ہے جو رمضان المبارک کا خاص تحفہ اور رمضان کی راتوں کے ساتھ مخصوص ہے؛ مگر بعض حضرات کی جانب سے مسلسل یہ شوشہ چھوڑا جا رہا ہے کہ تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی نماز کے الگ الگ نام ہیں اور دلیل میں بخاری شریف کی یہ روایت پیش کی جا رہی ہے جو حضرت ابوسلمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا، آپ ﷺ کی نماز، رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں فرماتے تھے اس طور پر کہ چار رکعت پڑھتے جن کی خوبی اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو الخ۔

یہاں یہ بات ملحوظ ِخاطر رہنی چاہیئے کہ مذکورہ حدیث ِعائشہؓ کا اصل تعلق تہجد کی نماز سے ہے نہ کہ تراویح سے جبکہ ان دونوں عبادتوں کے درمیان ماخذ، زمان، مکان اور کیفیت ان چاروں اعتبار سے نمایاں فرق ہے جس فرق کو محدثین کی ایک بڑی جماعت نے تسلیم کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے رجوع ہوں: فتاوی ابن تیمیہ: ج ۲،ص ۲۷۲، نیل الاوطار: ج ۳ ص ٦٦)

تراویح اور تہجد کے ایک ہونے پر حدیث ِمذکور سے استدلال کسی اعتبار سے درست نہیں اس لئے کہ روایت میں تو اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ تراویح غیر رمضان میں نہیں پڑھی جاتی؛ بلکہ صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے مزید برآں سائل کا سوال کیفیت ِصلوٰۃ

کے تعلق سے تھا نہ کہ کمیت ِصلوٰۃ کے تعلق سے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ کا قول " فلاتسأل عن حسنھن وطولھن " اس جانب مشیر ہے ۔

## تلاوت میں صحیح تلفظ و حسن ادا مطلوب ہے:

اس وقت نو جوانوں کا ایک بڑا طبقہ اس طرف مائل دکھائی دیتا ہے کہ ایسے حافظ یا امام کے پیچھے نماز تراویح ادا کی جائے جو انہیں کم سے کم عرصہ میں جلد از جلد تراویح پڑھا کر فارغ کر دے اور بعض حفاظ بھی اس بات کو دلیل کمال سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید اس طرح سرعت و تیزی کے ساتھ پڑھا جائے کہ سامعین میں سے کوئی شخص بھی نہ صحیح طور پر سن سکے اور نہ ہی لقمہ دے سکے ۔ نیز بسا اوقات قرآن پاک کے مخارج اور صفات کی ادائیگی بھی بہت مشکل ہو جاتی ہے، اکثر لوگ جلدی میں '' ا، ع ،س ،ص ، ذ ، ز ،ض اور ق ، ک '' کے درمیان تمیز اور فرق نہیں کر پاتے جس سے '' لحن جلی '' واقع ہوتی ہے اور لحن جلی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا اور سننا دونوں حرام ہے ۔ قرآن پاک کا یہ حق ہے کہ اسے اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے ۔ ارشاد ربانی ہے : '' اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۔ '' ( سورۂ مزمل : ۴ ) اس لیے ضروری ہے کہ تراویح اور خاص طور پر شبینہ تراویح میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے ورنہ ثواب کی جگہ گناہ لازم ہوگا ۔ بہتر بات تو یہ ہے کہ تراویح کسی ایسے حافظ کے پیچھے پڑھی جائے جو پورے احترام اور ذوق وشوق کے ساتھ اس طرح سکون و اعتدال سے قرآن پڑھے کہ مقتدی بھی نہ اکتائیں اور قرآن پاک کی تلاوت کا حق بھی ادا ہو ۔ قرآن کو غیر معمولی روانی کے ساتھ بے سوچ سمجھے اس طرح پڑھنا کہ گویا سر سے ایک بوجھ اتارا جا رہا ہے، درحقیقت قرآن کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے ۔ خدا کی کتاب کا حق یہ ہے کہ اس کو دل کی آمادگی ،طبیعت کی حاضری اور انہماک کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کو سمجھنے اور اس میں غور و فکر کرنے کی عادت ڈالی جائے ۔

## بعض آداب ومسائل:

1. رمضان کے مہینے میں مردوں اور عورتوں دونوں کو بیس رکعات تراویح پڑھنی چاہیے۔

2. تراویح میں بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعات کرکے پڑھی جائیں۔ اگر چار رکعات کے ساتھ تراویح پڑھی تب بھی درست ہے۔

3. اگر عشاء کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تو اب اس کے بعد پڑھی جانے والی تراویح بھی درست نہیں ہوگی۔

4. تراویح رمضان کی ہر رات کو پڑھنی چاہئے۔

5. تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا بھی سنت ہے۔

6 گھر میں اگر تراویح پڑھی جائے تب بھی درست ہے مگر مسجد کی فضیلت نہیں ملے گی۔

7. ایک مسجد میں تراویح کی متعدد جماعت ہونا اچھا نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

8. جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی، تو وہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

9. بلا عذر تراویح بھی بیٹھ کر نہیں پڑھنی چاہیے۔

10. مقتدی بیٹھا رہے اور جب امام رکوع میں جانے لگے تو رکوع میں امام کے ساتھ چلا جائے ایسا کرنا درست نہیں۔

11. نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح کی نماز درست نہیں ہوگی۔

12. تراویح پڑھانے والے نے داڑھی ایک مشت سے کم رکھی ہو، یا رمضان کے بعد وہ مونڈ دیتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے تراویح نہیں پڑھنی چاہئے۔ (مکروہ ہے)۔

13. تراویح کی چار رکعات کے بعد اتنی دیر بیٹھنا اچھا اور مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعات پڑھی گئی ہیں۔

14. رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیئے، اگر کسی کی تراویح کی رکعتیں رہ جائیں تو وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ کر پھر تراویح کو پڑھ لے۔